یہ اخبار ہدایت آثار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے شائع ہوتا ہے

R.L. № 352.

THE AHL-I-HADIS AMRITSAR.

لہ الملک

اخبار

اہلحدیث

امرتسر

پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم حجت است

ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم

شرح قیمت سالانہ

گورنمنٹ عالیہ سے ... عــہ

والیان ریاست سے ..

رؤسا و جاگیرداران سے ..

عام خریداروں سے ..

چھ ماہ کیلئے ..

ممالک غیر سے سالانہ ..

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مالک مطبع اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے۔

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے۔

(۳) نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین بشرط پسند ملت شائع ہونگے۔

نمبر ۳۳ امرتسر مورخہ ۲۲ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ ہجری جلد ۳

خلافت کا بقیہ آئندہ ہفتہ ختم کیا جاویگا۔ انشاء اللہ

بقیہ تصدیق الاحادیث

گذشتہ پرچہ میں ہم نے اس مضمون کو آریوں کے جواب پر ختم کیا تھا۔ آج ہم ان سوالات کے جواب دیتے ہیں جو امرتسر کے ایک حنفی مذہب نیچری مذاق شخص نے شائع کرکے بذریعہ اخبار اہلحدیث جواب طلب کئے ہیں۔ اشتہار چونکہ طول طویل ہے اسلئے نمبر وار کرکے جواب دئے جائینگے۔ آپ فرماتے ہیں:-

معیار چند سوال ارباب دانش جو اپنے آپ کو اہلحدیث خیال فرماتے ہیں۔ انکی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ وہ سوالوں کا جواب قرآن و احادیث صحیحہ سے نکالکر شفقت سے مدلل ہو اتمام فرمائیں۔

(۱) اقسام احادیث میں سے کس قسم کی حدیث پر عمل کرنا صحیح ہے ..... جواب صحیح حدیث ہے۔

جواب نمبر ۱۔ آپکے اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے کہے کی خود ہی خبر نہیں کہ کہتے کیا ہو۔ جناب من! آپکی لیاقت علمی تو اسی سے ظاہر ہے کہ آپ جواب کی نوعیت مقرر کرتے ہیں کہ صحیح حدیث سے جواب دو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح حدیث آپکے نزدیک قابل سند و حجت ہے۔ پس آپکے سوال کا جواب بھی یہی ہے کہ اقسام احادیث میں سے صحیح حدیث واجب العمل ہے اس سے بعد حسن بھی اُسی کے حکم میں ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے انزلوا الناس منازلہم یعنی جو شخص جس جگہ کے لائق ہو اسکو وہاں ہی بٹھایا کرو۔ چونکہ صحیح حدیث کے راوی اعلیٰ درجہ کے صادق ہوتے ہیں اور انکی سند کا اتصال وغیرہ بھی کامل ہوتا ہے لہذا وہ حسن سے مقدم ہے جس میں یہ صفات علی الکمال نہیں ہوتیں۔ آگے چلو۔

سوال نمبر ۲۔ سب کتابوں سے افضل کون کتاب تصور کیجاتی ہے؟ جواب صحیح حدیث سے۔

سوال نمبر ۳۔ مراتب احادیث کا قانون کس حدیث سے مرتب ہوا؟ جواب صحیح حدیث سے۔

جواب نمبر ۲-۳۔ بعد قرآن مجید کے صحیحین یعنی بخاری و مسلم افضل ہیں۔ دلیل اس دعویٰ کی وہی روایت مذکورہ بالا ہے۔ اور اسی سے مراتب حدیث کا بھی ثبوت ہوتا ہے کیونکہ اس میں انسانوں کے ساتھ حسب مراتب برتاؤ کرنے کا حکم ہے جو در حقیقت اگر کسی ست یکسر نہیں ست۔

سوال نمبر ۴۔ خیر القرون کس زمانہ تک تصور ہے؟ جواب صحیح حدیث سے۔

جواب نمبر ۴۔ بعض علماء خلافت راشدہ تک فرماتے ہیں اور حدیث صحیح سے بھی

ahmadimuslim.de

اس کی تائید ہوتی ہے جس میں مذکور ہے کہ خلافت نبوت تیس سال تک رہیگی۔

سوال نمبر ۵۔ ان زمانوں میں کون اور کس قدر کتابیں تالیف ہوئیں ؟ جواب صحیح حدیث سے ؟

جواب نمبر ۵۔ موجودہ کتب مصنفہ میں سے بصورت کذائی کوئی کتاب نہ تھی البتہ انکا مخزن تھا۔ یعنی ہر ایک محدث اور عالم کے پاس مسودات میں احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ ان واقعات تاریخیہ کا ثبوت حدیث صحیح سے مانگنا جناب ہی کا حق ہے کہ آپکو یہ لفظ بے سمجھی سے یخبتہ ہو رہا ہے۔ تمہارا تو جیسے کسی حدیث خوان کا قصہ ہے۔ کہ گفتگو یہ تھی کہ حسن بصری کی ملاقات ابو ہریرہ سے ہوئی تھی یا نہیں۔ اس نے مجلس میں جھٹ سے روایت بیان کر دی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الحسن لم یلق ابا ہریرۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسن بصری ابو ہریرہ سے نہیں ملے۔ یہی حال آپکی لیاقت اور دیانت کا ہے کہ مابعد کے واقعات کا ثبوت آنحضرت کی حدیث سے مانگتے ہو۔ اور اگر آپکہیں کہ میری مراد حدیث سے آنحضرت کی حدیث نہیں بلکہ تحقیق اور معتبر روایت مراد ہے خواہ تاریخی ہو۔ تو اول تو یہ خیال غلط ہے کیونکہ شروع سوالات سے آپ یہ لفظ بولتے چلے آئے ہیں اور محدثین کے عام محاورہ میں بلا قرینہ حدیث کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو آنحضرت کا فرمان یعنی مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے۔ اور اگر تاریخی شہادت ہی تم کو کافی ہے تو کتب طبقات ملاحظہ کرو (بشرطیکہ سمجھنے کی لیاقت ہو)

سوال نمبر ۶۔ جس زمانہ میں جو کتاب تالیف ہوئی اسکا یقینی ثبوت جواب صحیح حدیث سے۔

جواب نمبر ۶۔ آپکی اس مخبوط الحواسی پر رحم آتا ہے کہ آپکا زبانی دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم سنتے تھے مگر اس تحریر سے بالکل ثبوت کو پہنچ گیا۔ لیکن آپ کو مبارک ہو کہ اس خبط میں آپکے شریک ایک اور صاحب بھی ہیں یعنی مرزا حیرت جو لکھا کرتے ہیں کہ امام حسین کی شہادت کا ثبوت کسی مرفوع حدیث سے دکھاؤ۔ سنو واقعات تاریخیہ کا ثبوت تاریخ سے ہوتا ہے اور انکی تسلیم کے لئے قاعدہ کلیہ کے طور پر آیت اور حدیث ہمارے پاس موجود ہے انکا جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا اور حدیث مذکورہ بالا انزلوا الناس منازلھم۔

آپکے اس سوال سے ہمیں خطرہ ہے کہ آپ امام ابو حنیفہ صاحب کے وجود کی نسبت بھی یہ سوال نہ کریں کہ کسی صحیح حدیث میں بتاؤ۔ امام ممدوح کب پیدا ہوئے تھے۔ مہربان من! کتب مصنفہ کا ثبوت تاریخی بیان اور علم طبقات سے ہوتا ہے نہ کہ صحیح حدیثوں سے۔

سوال نمبر ۷۔ نماز سری میں اگر مقتدی ولا الضالین انعمت علیہم پڑھتا ہو۔ امام نے رجوع بر کوع کیا۔ تو مقتدی الحمد پڑھے یا متابعت امام کرے جواب صحیح حدیث سے ؟

جواب نمبر ۷۔ حدیث میں آیا ہے کہ اذا رکع فارکعوا یعنی جب امام رکوع کو جاوے تو تم بھی رکوع کو چلے جاؤ۔ پس شخص مذکور امام کے ساتھ ہی رکوع میں جائے۔

سوال نمبر ۸۔ امام کا الحمد بغیر ٹھہر کر پڑھنا یہاں تک کہ مقتدی الحمد پڑھ سکیں اور ان سکتات کی حد مقرر کرنیکا ثبوت۔ جواب صحیح حدیث سے ؟

جواب نمبر ۸۔ اہلحدیث اسکو قائل نہیں۔ البتہ امام شافعی کہتے ہیں سو ان سے پوچھو۔ اگر ہماری وکالت منظور ہو تو ہم ہی بتلاتے ہیں۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں کئی ایک قول ہیں۔ یہ قول بھی ہے اور یہ قول قرآن شریف اور حدیث کو جمع کرنے کی بنا پر ہے کیونکہ قرآن شریف میں آیا ہے جب قرآن سنو تو خاموش رہو اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اسلئے ان دونوں میں تعارض رفع کرنے کو امام شافعی نے ایک قول میں یہ کہا تھا۔ مگر اہلحدیث نے یہ نہیں کہا۔

سوال نمبر ۹۔ نماز مغرب کی دوسری رکعت کے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے مقتدی امام کے ساتھ شامل ہوا۔ امام کے ساتھ التحیات پڑھا۔ اور یہ رکعت اس مقتدی کی محسوب نہیں۔ پھر دوسری رکعت میں التحیات پڑھا۔ اور امام فارغ ہو نماز سے اس مقتدی کی یہ پہلی رکعت ہے۔ اب وہ مقتدی جو امام سے علیحدہ ہوکر یعنی دوسری اور تیسری رکعت میں بھی التحیات پڑھیگا۔ پس چار دفعہ التحیات کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ایک نماز میں پڑھنا ثابت ہے یا نہ۔ جواب صحیح حدیث سے ؟

جواب نمبر ۹۔ حدیث میں آیا ہے اذا اتی احدکم والامام علی حال فلیصنع کما یصنع الامام یعنی جب کوئی شخص جماعت میں آ کر ملے تو جس حال میں امام ہو اور جو کچھ کرتا ہو وہی کرے۔ اس حدیث کے حکم کے مطابق تو شخص مذکور کو امام کے ساتھ جہاں وہ ہو ملنا ضروری ہے پھر جو کچھ امام کرتا جائے کرے۔ اخیر خاتمہ پر جتنی رکعتیں اسکی رہ گئی ہوں بحکم اقضوا ما سبقکم جو رہ گیا ہو اسکو پورا کرو۔ انکو پورا کرے۔ گو آخیر پر بیٹھے قعدہ ہوگا۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کان یختم الصلوٰۃ بالتسلیم یعنی آنحضرت نماز کو سلام کے ساتھ ختم کرتے تھے۔ اور سلام کا محل تو احادیث میں صاف لفظوں میں آیا ہے۔ کہ التحیات اور درود اور دعا کے بعد ہے۔ پس شخص مذکور نے جتنے التحیات امام کے ساتھ پائے۔ حسب احادیث کے مطابق پائے اور جو اکیلے اس نے ادا کیا وہ بھی حدیث کے مطابق کیا۔

سوال نمبر ۱۰۔ مسلم میں روایت ہے طلحہ بن مصرف سے۔ اس نے کہا میں نے پوچھا عبد اللہ بیٹے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے۔ کیا وصیت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پس کہا اس نے نہیں۔ میں نے کہا۔ کس طرح

ahmadimuslim.de

مسلمانوں پر وصیت کی یا کس طرح امر کیا وصیت کے ساتھ اس نے کہا اللہ عزوجل کی کتاب کے ساتھ۔ اسی میں ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ تحقیق سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ لکھو تم مجھ سے (دین کے بارے میں) کچھ اور جو کوئی لکھیگا مجھ سے سوائے قرآن کے پس چاہیئے کہ مٹا دے۔ زبانی مجھ سے حدیث بیان کرنے میں حرج نہیں "

جواب نمبر ۱ ۔ اس سوال کی تقریر سے راقم مضمون نے ہم سے بالمشافہ کی تھی کہ احادیث کا لکھنا منع ہے۔ ہم نے کہا اگر کہو تو ثابت کردوں تو تم کو اپنے مذہب سے توبہ کرنی ہوگی۔ آؤ تحریری اقرار کر دیں اتنا سنتے ہی بھاگ گئے۔ خدا کی شان مثل مشہور ہے من جہل شیئاً عاداً جو کوئی کسی چیز کو نہیں جانتا اس سے عداوت رکھتا ہے۔ اسی شخص پر صادق ہے۔ اس شخص کے دل و دماغ میں سمایا تو یہ ہے کہ علم منطق میں تو میں ارسطو سے بڑھکر ہوں۔ طبابت میں تو جالینوس میرا شاگرد ہے۔ فن حدیث میں (جسکا ایک سبق بھی کسی محدث سے آپنے نہیں پڑھا ہوگا) تو آپکے پایہ کو کوئی بڑا محدث بھی کیا پاسکتا ہے۔ گویا انا خیر کا قول من کل الوجوہ اسی شخص پر ہم نے صادق آتے دیکھا ہے۔ مگر خیریت سے کیفیت یہ ہے کہ عربی میں اپنا نام بھی پورا صحیح نہیں لکھ سکتے۔ اگر کسی کو شک ہو۔ تو آپکے رسالہ التحقیق کا سرورق ملاحظہ کرے۔ کہ دونوں عربی سطریں ہیں جنہیں صرف اپنا اور اپنے استاد اور شہر کا نام آپکے لکھا ہے مگر غلطیوں کا عشرہ کاملہ ہوگا۔ خیر ہمیں اس سے مطلب نہیں ہم نے جواب دینا ہے ممکن ہے آپ کو ان جوابات ہی سے ہدایت ہو جائے۔ پس سنو! آپکے سوال کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حدیثوں کا لکھنا منع ہے۔ مگر آپ کو معلوم نہیں کہ یہ ممانعت اسی وقت تک تھی جبتک لوگوں کو قرآن و حدیث میں خاص تمیز حاصل نہ ہوئی تھی۔ یعنی کلام الٰہی اور واقعات رسالت پناہی میں جب تمیز ہوگئی تو حضور نے خود لکھنے کی اجازت فرمائی تھی چنانچہ امام بخاری نے ایک باب بھی کتاب العلم کا لکھا ہے اور اس میں کئی ایک حدیثیں مرفوع لکھی ہیں۔ جو احادیث منع سے بعد کی ہیں۔ پس اسکی مثال یہ سمجھو جیسے حضور نے شراب سے قطعی نفرت دلانے کو فرا اسکے برتنوں میں کھانا پینا بھی منع فرما دیا تھا۔ مگر آخر کار جب لوگوں کو کامل نفرت ہوگئی تو حضور نے فرمایا کہ یہ برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کر سکتے۔ پس تم انہیں کھاپی لیا کرو۔

(باقی باقی)

مرزا صاحب قادیانی سے مباہلہ

جناب مولانا صاحب دام فیضانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب نے جو مضمون بابو علی احمد میانیر کلرک کے جواب میں اخبار اہلحدیث میں شائع کیا ہے۔ وہ خاکسار نے اسکو حرف بحرف سنا دیا۔ اصل سوال صرف اتنا ہی تھا کہ جناب مرزا صاحب سے مباہلہ کی درخواست کریں۔ جس پر جناب نے جواب میں تحریر فرمایا کہ **مباہلہ شریعت میں جائز نہیں**۔ اسپر بابو علی احمد نے قرآن شریف کی یہ آیت پیش کی ہے جس سے جواز مباہلہ کا پایا جاتا ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ یعنی یہودیوں کو ارشاد ہے کہ موت کی آرزو کریں۔ اور پھر پیشگوئی ہے کہ کبھی نہیں کرینگے۔ اسی طرح مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ موت کی آرزو کرو۔ اور پھر اگر مولوی کتنی ہی دعائیں کریں۔ مگر میں ہی کامیاب رہونگا۔ قرآن شریف کی ایک اور آیت سے بھی مباہلہ ثابت ہوتا ہے۔ جہاں ارشاد ہے کہ ہم اپنی اولاد کو بلاتے ہیں اور تم بھی اپنی اولاد کو بلاؤ اور پھر دعا مانگو۔ فقط اخبار مذکورہ بالا آیات پر روشنی ڈالیں۔

ثناء اللہ کلرک از میانمیر

جواب :۔ اسی مضمون کا ایک کارڈ حافظ عبدالقدوس صاحب سہارنپوری کا بھی آیا ہے۔ پس واضح ہو کہ میں نے یہ نہیں لکھا کہ مباہلہ شریعت میں جائز نہیں۔ اگرچہ مرزا صاحب اسکو ناجائز لکھتے ہیں۔ دیکھو ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۲۶۲ میں نے تو یہ لکھا تھا کہ ہمکو تحقیق مذہب کیلئے تو اس قسم کے مباہلوں کی تعلیم نہیں آئی کہ ہم اس قسم کی دعا کریں کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے " (دیکھو اہلحدیث ۱۵ مئی صفحہ ۳ کالم ۲)

آپکی پیش کردہ آیت اول پر مرزا صاحب عامل نہیں۔ آپ غور کریں۔ کہاں یہ مضمون کہ مخالفوں سے کہا جائے۔ تم اپنے لئے موت چاہو جسکی کوئی قید نہیں کہ کتنے دنوں تک مروگے اور کہاں یہ مضمون کہ جھوٹا سچے سے پہلے مریگا۔ ان دونوں مضمونوں میں جو فرق ہے وہ اہل علم اور اہل زبان پر مخفی نہیں۔ ہاں اگر مرزا صاحب اس آیت پر عمل کرکے اپنے مخالفوں کو موت مانگنے کی درخواست کرتے تو مسلمان مخالف کہہ سکتے کہ ہمیں موت مانگنے سے چونکہ منع کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم تحقیق مذہب کیلئے خلاف تعلیم مذہب نہیں کر سکتے۔ حدیث صحیح میں ہے جو بخاری کی روایت سے مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب تمنی الموت میں بھی ملتی ہے۔ لا يتمنى احدكم الموت اما محسنا فلعله يزداد خيرا واما مسيئا فلعله ان يستعتب (کوئی تم میں سے موت نہ مانگا کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے۔ تو نیکی زیادہ کرے اور اگر بد ہے تو شاید توبہ کرلے) پس اس حدیث کے مطابق ہر ایک مسلمان خصوصاً اہلحدیث مسلمان مرزا صاحب کی درخواست کا جواب دے سکتا ہے کہ موت کی تمنا ہمارے مذہب میں منع ہے یہی سبب ہے کہ آجتک مرزا صاحب نے بھی اس قسم کی درخواست نہیں کی جو آیت مرقومہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہود سے کی تھی کیونکہ مرزا صاحب جانتے ہونگے کہ میں اپنے مخالف مسلمانوں کو یہ دعوت دونگا تو وہ یہ حدیث پیش کرینگے۔ ہاں یہودیوں میں چونکہ یہ ممانعت نہ تھی۔ نیز وہ اپنی بیباکی

چودھویں صدی کا مسیح
مرزا صاحب قادیانی کی سوانح عمری بطرز ناول نہایت دلچسپ صفحات ۵۱۴ قیمت مجلد عہ
الہامات مرزا
مرزا قادیانی کی نبوت کی چولیں اسی سالہ نے ڈھیلی کردی اسکی بڑی بڑی مشہور پیشگوئیوں کی لاجواب تکذیب کی۔ ... قیمت ...
مینجر اہلحدیث امرتسر

ahmadimuslim.de

سکے خود معترف تھے اور دل سے پیغمبر خدا کے صدق کے اقراری تھے چنانچہ ارشاد ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنی پیغمبر علیہ السلام کو ایسا سچا نبی جانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو اپنے بیٹے جانتے ہیں اسلئے انکی خاموشی اس بنا پر تھی۔ کہ ان کو ایسی درخواست کرنے سے جانا مذہب مانع ہے۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم عیسائی کو جب مرزا صاحب نے بعد گذر جانے میعاد پیشگوئی کے قسم کھانے کو کہا تھا تو اس نے عذر کیا تھا کہ انجیل میں قسم کھانے سے منع آیا ہے۔ اسلئے میں بتصدیق مذہب کی خاطر مذہب کے خلاف نہیں کر سکتا جسکا کوئی معقول جواب مرزا صاحب سے بن نہ پڑا تھا۔ غرض یہودیوں کا قسم سے انحراف کرنا باوجودیکہ ان کے مذہب میں منع نہ تھا۔ صاف نبوت محمدیہ کے صدق اور انکی بداعمالی کا ثبوت ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالظّٰلِمِيْنَ یعنی یہودی اپنی بدعملی کے خوف کیوجہ سے ہرگز ہرگز کبھی موت کی خواہش نہ کرینگے اور اللہ بھی ظالموں کو جانتا ہے۔ پس آیت اول کا تو جواب ہو لیا۔ کہ ہم اس آیت کے مخاطب نہیں ہو سکتے۔ نہ مرزا صاحب اس کے قائل ہو سکتے ہیں۔ جب تک کہ احادیث نبویہ کو ایک دم منسوخ نہ کر دیں۔

البتہ آیت ثانیہ پر عمل کرنے کے لئے ہم تیار ہیں چنانچہ امرتسر میں اس قسم کا مباہلہ خود مرزا صاحب سے ہو بھی چکا ہے جسکا نتیجہ الحمدللہ تعالیٰ ایسا ہوا کہ سب دنیا نے جان لیا کہ مرزا صاحب کا انجام بخیر نہیں۔

مگر میں اب بھی ایسے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے لیکن ساری آیت کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مباہلہ سے پہلے مباحثہ بھی ہے اور دلائل سے سمجھا کر پھر کہا گیا تھا کہ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ الآیۃ یعنی یہ دلائل سنکر اور مباحثہ کرکے بھی تم سے جھگڑا کریں۔ تو تم ان سے مباہلہ کرو۔ غرض مباہلہ سے پہلے مباحثہ کا ہونا ضروری ہے چنانچہ مرزا صاحب خود بھی اس کو مانتے ہیں کہ مباہلہ میں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اول ازالہ شبہات کیا جائے (دیکھو انجام آتھم طبع اول صفحہ ۳۸) پس میں تیار ہوں ایسے مباہلہ کے لئے بالکل تیار ہوں جو آیت مرقومہ سے ثابت ہوتا ہے جسے مرزا صاحب نے خود تسلیم کیا ہے۔

واضح رہے کہ یہ میری تیاری آج ہی سے نہیں ہوئی بلکہ ۱۸۹۷ء میں جب مرزا صاحب نے رسالہ انجام آتھم میں مجھکو مباہلہ کے لئے مدعو کیا تھا۔ تو میں نے ایک خط اس مضمون کا آپکو بھیجا تھا۔ جسکا ذکر مرزا صاحب نے ضمیمہ انجام آتھم میں حسب عادت شریف اوچھے طور سے گالیوں کی بوچھاڑ کے ساتھ کیا ہے جسکو ہم نے بھی اسی اصول پر مبنی سمجھا تھا جو سعدی مرحوم نے بتایا ہے۔

چو حجت نماند جفا جوئے را ۔ بہ پیکار گردن کشد روئے را

مختصر یہ کہ جو طریق مباہلہ کا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکے لئے تو ہم تیار ہیں اور مرزا صاحب جو کہتے ہیں اسکا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حوصلہ سے کہتے ہیں کہ آؤ یہ کہو کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اول تو کوئی مسلمان اہل علم ایسا کریگا نہیں۔ دوم اگر کسی نے کیا اور اتفاقاً وہ مجھ سے پہلے مرگیا۔ تو میری چاندی تو کھری ہے۔ اور اگر میں مرگیا تو کوئی کیا میری قبر پر الزام دینے آئیگا۔ مرے سو گئے۔ الزام کسکو؟ یہ ہیں آپکی وجوہات مخفیہ جو بقول شخصے

سرستان مغلق الطبیعت جامی ایں معنے جز سلیمانے نشاید فہم ایں گفتار را۔

اہلحدیث کے سوا کوئی کم سمجھتا ہے۔

ہندوستان کے نام

معزز دوستو! ایک زمانہ سے یہ خیال دامنگیر تھا کہ ہندوستان کے ناموں کی اصلاح کی نسبت ایک مختصر تقریر لکھوں۔ مگر اسکو ساتھ ساتھ یہ خیال بھی تھا کہ اور دوسرے مضامین بھی لکھے جائیں۔ جب عاجز نے ان مضامین سے فراغت حاصل کی تب اپنے خیال کو عام پر ظاہر کرنا مناسب سمجھا۔ اب آپ حضرات غور و فکر سے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین! ہمارے زمانہ کا رواج ناموں کے متعلق بہت برا ہے۔ اس طرح کے مرید ان پڑھ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ اچھے اچھے علماء ان مروجہ ناموں کے مقلد ہیں۔ خود کے بھی وہی مروجہ برے نام ہیں اپنے ناموں کو بدل نہیں دیتے۔ اور طرفہ اپنی اولاد اپنی بیٹیاں وغیرہم کا نام وہی مروجہ تجویز کرتے ہیں۔ افسوس ہے جب علماء ہی اس رواج کے قائل نہیں۔ تو عامی کب چھوڑنے چلے۔ سچ ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

حضرات علماء بنظر انصاف سے اس ہیچمدان کی تقریر کو ملاحظہ فرماویں اور اپنے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں نو مسلموں کا نام مروجہ نام تجویز نہ فرماویں۔ بلکہ عمدہ نام توحید سے پُر شرک سے خالی تجویز کئے اور رکھے جائیں کیونکہ توحید اسلام کا رکن عمدہ ہے اور جب مسلمانی کا دعویٰ ہے تو کوئی فعل یا نام بھی توحید سے خالی نہ ہونا چاہئیے۔

حضرات دیکھئے۔ ہمارے مروجہ نام جو ہمارے ملک ہند میں رکھے گئے ہیں۔ یا رکھے جاتے ہیں۔ وہ دو حال سے خالی نہیں ہوتے۔ یا تو وہ شرک پر مبنی ہوتے ہیں یا مہمل بے ترکیب جیسے غلام جیلانی۔ عبد العلی۔ غلام احمد وغیرہ۔ یعنی احمد کا غلام نعوذ باللہ غلام تو خدا کے ہیں اور اپنے کو غلام غیروں کا بناتے ہیں۔ یہاں آپ حیران ہونگے کہ غلام احمد جنام ہی وہ کیسے برا کہا جاتا ہے اور یہ نام تو مدعی مسیحیت مرزا جی کا ہے۔ اب ناظرین کو ہم سمجھاتے ہیں سمجھنے والوں کو مرزا صاحب کے بطلان دعویٰ پر انکا خود نام کافی ہے۔

اگر مرزا جی مبعوث من اللہ ہوتے تو ضرور خدا پہلے اُن کے نام کی اصلاح کرتا اور اپنی عبدیت میں کوئی نام تجویز کرتا جیسے کہ آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو مذمم کہتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے آپکا اسم شریف محمد رکھا۔ چونکہ مرزا صاحب بھی چھوٹے ہیں اور اُنکا دعوٰے بھی باطل اُنکی وحی بھی غلط اسی وجہ سے نام وہی غیروں کی غلامیت کا۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

اور بعض جیسے شیخ بدھن۔ پیر دتا۔ مدار صاحب وغیرہ حال ہم میں اس قسم سے مجاز رواج مرقوج ہے۔ جو اچھی طرح اصلاح طلب ہے۔ یار و مسلمانوں کے نام تین حال سے خالی نہونا چاہیئے۔ اور ضرور تو یہی ہے کہ شرک کا نام نہ ہو بلکہ توحیدی نام رکھا جائے جیسے عبدالصمد۔ عبدالرحیم۔ عبدالکریم۔ وغیرہ سبحان اللہ جیسا بندہ خدا کا بندہ ہے اُسکا اعتراف بھی ایسے ناموں سے اسی کی عبدیت کا رہیگا۔ یا نام شرک کے نہوں اور ثنا ربانی پر مبنی ہوں جیسے ثناء اللہ۔ انشاء اللہ۔ احسان اللہ وقس علیٰ ہٰذا البعاق۔ یا انبیاء کے نام رکھو جائیں۔ مگر کسی طرح سے شرک کی بو نہ آوے [illegible]

[illegible] اگرچہ میں اپنی تقریر میں دوسری بحث چھیڑ رہا ہوں۔ مگر یہاں اسکا بھی کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اور نیز وہ کب لگے مضمون کے ضمن سے خالی ہے۔ پیارے دوستو! اسوجہ سے میری تقریر اُن حضرات کو بری لگیگی۔ کہ جب وہ لوگ یا رسول اللہ کے وظیفہ کو سنت سمجھتے ہیں تو یہی وہ عبدیت رسول اللہ اور غیروں کی غلامیت کے نام تجویز کرنے میں کمی کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ میرے کو انکی طالت مقصود نہیں صرف ہم یہی ان وظیفہ خوانوں سے پوچھتے ہیں کہ ہمیں اس وظیفہ کا اصل یا حکم یا سنت یا مستحب قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ یا بزرگان سلف اور ائمہ کی کتب سے۔ اگر کسی کتاب میں لکھا ہے تو ہمیں واقف کرکے داخل حسنات ہوں۔ کیا ظلم ہے اور کیا سفاہت ہے۔ علماء حنفیہ سلف لکھ گئے ہیں کہ جب کسی کا عقد ہو۔ اور کوئی گواہ موجود نہو تو اگر کوئی یہ کہے کہ خدا گواہ اور رسول یعنی اگر رسول کو بھی شاہد کیا۔ تو وہ کفر کے درجہ کو پہونچتا ہے۔ کیونکہ وہ شخص رسول اللہ کے ساتھ علم غیب ہونیکا خیال کیا (فتاوی قاضیخان وغیرہ)

خیال کرنا چاہیے جب گواہی رسول اللہ کی موجب کفر ہے تو بدرجہ اعلیٰ یا رسول اللہ کر کے پکارنا علم غیب کا خیال کرنا ہے۔ اور یہ خیال کرنا ہی کہ رسول اللہ

چہار سے نماز کو سنتے ہیں موجب و باعث کفر ہوگا۔ حاصل ایسے میری دوستو بھی عمل نہ پڑیں ضرور انصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔ میری تقریر سے متفق ہوں۔ اس رسم و رواج کے اکھاڑنے میں کوشاں رہیں۔ اور نیز پھر عام علماء سے عموماً اور حضرات علمائے اہلحدیث سے خصوصاً بعجز و ادب عرض کرتا ہوں کہ ضرور اپنی اپنی اولاد اور اپنے مریدوں کے نام اسلامی توحیدی تجویز کرتے رہیں نہ تو شرک کے جال نہ ہوں۔

ابوالقاسم محمد عبدالعظیم عفی عنہ

علماء حنفیہ سے سوال

سائل خود ذمہ دار ہے

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ بندہ کو عرصہ دس سال سے آمین خفا کی بابت تحقیق کا خیال تھا سو بعد تحقیق معلوم ہوا کہ ہمارے حنفی بھائیوں کے پاس بجز رسم و رواج اور اجتہاد کے کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہیں۔ لہذا اب بذریعہ اشتہار کے عام حنفی لوگوں کو مدعو کرتا ہوں کہ اگر کسی بھائی کو اصحاب میں کوئی حکم آمین خفا کی بابت معلوم ہو تو بعد تحقیق [illegible]

[illegible]

حضرات علماء و وکلاء اور عہدہ داران اہل اسلام کی خدمت میں اپیل

از جناب میر مصطفےٰ علی صاحب از ناگپور

جملہ ناظرین اہلحدیث خصوصاً اصحاب قانون دانان و عہدہ داران کی خدمت شریفہ میں عرض یہ ہے کہ آجکل ہر طرف سے یہی سنائی دیتا ہے۔ کہ خاوندوں نے اپنی عورتوں کو بہت ہی تکلیف دینا شروع کی ہے۔ اور کسی قسم کے خبرگیران نہیں ہیں۔ اسوجہ عورتیں عاجز آکر طلاق بھی مانگتی ہیں۔ لیکن طلاق بھی نہیں دیتے۔ امر مجبوری جب برداشت نہیں ہوتی تو کوئی اپنے والدین کے یہاں اور کوئی بھائی وغیرہ کے یہاں چلی جاتی ہیں اور اس جھگڑے میں کئی ماہ گذر جاتے ہیں مگر خاوند کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے کہ ہم تا زندگی ہرگز طلاق نہ دینگے۔ اگر انکو سمجھایا جاوے کہ نا اتفاقی کی حالت میں اللہ و رسول کا یہی حکم ہے کہ طلاق دیدیا جاوے یا خلع کرلیا جاوے اور مسلمان کا کام ہے کہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل بسر و چشم خوشی سے قبول

دلیل الفرقان بجواب اہل القرآن

مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی اہل قرآن کے رسالہ مفصل متعلقہ نماز کا کامل جواب [illegible] / درخواست بنام مینجر اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئیے

ahmadimuslim.de

کرے انکار کرنا بہتر نہیں۔ اسکو جواب میں کہتے ہیں کہ ہم کو کوئی کافر سمجھے تو قبول ہے مگر طلاق دینا منظور نہیں۔ چنانچہ جزئے بذریعہ اخبار اہلحدیث جناب مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل سے دریافت کیا۔ میرا سوال اور مولوی صاحب کا جواب برائے ملاحظہ درج ذیل ہے:-

سوال ایک ظالم اپنی عورت کو بلا سبب از حد تکلیف دیتا ہے کھانا کپڑا بھی نہیں دیتا۔ اور عورت کو اس کے پاس رہنے میں جان کا خوف ہے۔ مالک طلاق بھی نہ دیتا ہو ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے کیا وہ عورت تمام عمر یونہی بیٹھی رہے یا کبھی اس کے نکاح سے باہر بھی ہو سکتی ہے۔

جواب مسمات مذکورہ اپنے شہر کے کسی نیک بخت متقی عالم سے طلاق کا فتوے لیکر بعد عدت نکاح ثانی کر سکتی ہے قرآن شریف میں حکم ہے وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا یعنی عورتوں کو تکلیف ستانی کے لئے مت روک رکھا کرو۔ بلکہ فرمایا عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی اُن سے نیک برتاؤ کیا کرو۔ شرح وقایہ میں ہے یعنی جو خاوند محتاج ہو عورت کو نان ونفقہ نہ دے سکے۔ ایسی عورت کو قاضی خاوند سے جدا کر دے۔ یہ امام شافعی کا مذہب ہے یہ امام شافعی کا مذہب ہے۔ مگر صاحب شرح وقایہ کہتے ہیں بعض علماء حنفیہ نے بھی یہ امر پسند کیا ہے کہ قاضی دونوں میں جدائی کر دے۔ اور اگر قاضی حنفی مذہب کا ہو تو اپنا نائب شافعی مذہب کا مقرر کر کے تفریق کرا دے یہ حکم اس صورت کا ہے۔ کہ خاوند نادار و مفلس قلاش ہو چہ جائیکہ دانستہ تکلیف دیتا ہے تو ایسے ظالم کے لئے تو بطریق اولیٰ یہی حکم ہے۔ چونکہ آجکل ایسا قاضی کوئی نہیں جو اسلامی احکام میں دست اندازی کر سکے۔ لہذا کسی دیندار عالم سے فتویٰ لیکر فیصلہ کیا جاوے لیکن قانون کا بچاؤ ہر حال میں مقدم ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ اپریل ۱۹۰۳ء)

چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے فتوے کے موافق عاجز نے جناب مولوی حمید اللہ صاحب ساکن قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ کی خدمت شریف میں سوال روانہ کیا۔ اور شہر میں کوئی مفتی نہ ہونے کی وجہ دوسری جگہ سے فتویٰ لینے کی ضرورت ہوئی۔ خدا مولوی صاحب کو ہمیشہ خوش رکھے۔ انہوں نے بہت کوشش سے جواب لکھا جناب مولانا مولوی حمید اللہ صاحب کا بھی فتویٰ مع سوال کے برائے ملاحظہ درج ذیل ہے۔

سوال جس عورت کا خاوند موافق اقرار و نوشتہ کے اپنی منکوحہ کے ساتھ برتاؤ نہ کرے اور طرح طرح کی ایذائیں دے و نان نفقہ وغیرہ بھی برابر نہ دے۔ اس وجہ عورت اپنے والدین کے مکان میں آبیٹھے۔ اور از حد تکلیفوں و مار پیٹ وغیرہ کے باعث خاوند سے طلاق طلب کرے لیکن خاوند طلاق نہ [illegible]

نان نفقہ وغیرہ بھی کچھ نہیں دیا۔ اور نہ ملاقات ہوئی خاوند کے یہاں جانے میں جان کا خوف ہے کیونکہ ایک عورت نے کنوئیں میں جان دیدیا اور دوسری ۱۲-۱۳ سال سے والدین کے یہاں بیٹھی ہے اور تیسری کا احوال آپکے سامنے پیش کیا۔ ایسی صورت میں شرعاً کیا حکم ہے آیا ایسے شوہر سے وہ عورت علیحدہ کرائی جا سکتی ہے اور اس کا نکاح دوسرے سے ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب جس طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ خاوندوں کی تابعداری واطاعت کریں۔ اسی طرح خاوندوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ اپنی منکوحہ کو عزت و آرام سے رکھیں۔ سورہ نساء رکوع ۳ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی اپنی منکوحہ کے ساتھ اچھا سلوک اور خوش گذرانی کرو۔ اور سورہ بقر کے رکوع ۲۹ میں ہے۔ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ یعنی پس رکھو انکو دستور کے موافق ورنہ رخصت کر دو دستور کے موافق اور اسکی اگلی آیت میں ہے وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا یعنی مت روک رکھو ان کو ستانے کی غرض سے۔ پس جب قرآن مجید میں صاف حکم آگیا کہ رکھو تو دستور کے موافق رکھو ورنہ رخصت کرو۔ اور ستانے کی غرض سے انکو اپنی قید میں مت رکھو تو مسلمان کو ہرگز جائز نہیں کہ جب زوجہ سے موافقت نہیں ہے اور جھگڑا رہتا ہے اور زوجہ تنگ و ناراض ہوکر طلاق بھی مانگتی ہے اور بہت عرصہ سے اپنے باپ کے گھر پڑی ہے۔ خاوند کے گھر جانے میں ایذا پہونچتی ہے یہانتک کہ جان کا بھی خوف رکھتی ہے۔ تو ایسی حالت میں اسکو طلاق نہ دے اور خواہ نخواہ قید نکاح میں ڈالے رکھے اور صحیح بخاری کی روایت سے روضۃ الندیہ صفحہ ۲۱۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ ثابت ابن قیس کی زوجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے خاوند سے جدائی چاہنے کی درخواست کی تو آپنے ثابت بن قیس کو بلا کر فرمایا کہ جو مہر تم نے دیا ہے وہ واپس لے لو اور اسکو چھوڑ دو۔ ان آیتوں سے اور اس حدیث سے یہ مسئلہ صاف طور پر ظاہر ہوگیا۔ کہ جب خاوند اور زوجہ میں صلح اور موافقت نہ ہو سکے اور زوجہ تنگ ہوکر طلاق مانگے۔ تو خاوند کو لازم ہے کہ اسکو طلاق دیدے۔ ہاں زوجہ کی طلاق مانگنے کی وجہ سے اتنی بات ضرور ہے کہ جو کچھ مہر زوجہ کا ہے اگر ابھی دیا نہیں ہے تو زوجہ کو اس کا چھوڑنا لازم ہوگا۔ پس جب زوجہ جدائی چاہے۔ خاوند کو اتنا حق تو ہے کہ مہر چھوڑ لے اور اگر دے چکا ہے تو واپس لے۔ یہ حق ہرگز نہیں کہ زوجہ کو باوجود طلاق مانگنے کے طلاق نہ دے۔ اور پڑی رہنے دے۔ اگر وہ قرآن و حدیث کی عزت کرتا ہے تو وہ آیتوں اور حدیثوں کو سنکر فوراً اس زوجہ کو طلاق دیدے اور اپنا دیا ہوا مہر واپس لے اور اگر وہ قرآن و حدیث کی تعمیل سے روگردانی کرے تو اہل حاکم قاضی شرع [illegible] اسلام [illegible] قرآن و حدیث کی تعمیل کرائے اور [illegible]

فی الواقع سخت تکلیف میں ہو تو اسکو صرف اپنے دل میں نہ کر تو کیونکہ کسی طرح کا شبہ اور خدشہ ہے لہذا یوں کرے کہ بموجب قاعدہ قانون بادشاہ وقت اسکو ایک نوٹس اس مضمون کا دو کہ میرے تیرے درمیان اتنے عرصہ سے مخالفت ہو اور صلح اور موافقت کی صورت نہیں ہوئی پھر میں نے لاچار ہو کر تجھسے طلاق بھی مانگی مگر تو نے طلاق بھی نہیں دی اور میں سخت تکلیف میں ہوں اور اس حالت میں مجھ کو شریعت کیطرف سے نکاح کے فسخ کرنیکا اختیار ہے لہذا میں نے اپنے نکاح کو جو تم سے ہوا تھا فسخ کر دیا۔ میں نے نکاح کو توڑ دیا ۔ اسکو یہ نوٹس دیا گیا۔ اسکے بعد ۳ حیض یا ۳ ماہ تک عدت کرکے جہاں مناسب جانے اپنا نکاح کرلے۔ اس صورت میں مہر کا واپس کرنا بھی لازم نہیں آتا ہے۔ واللہ اعلم۔

حررہ العاجز حمید اللہ عفی عنہ ساکن قصبہ سروادہ ضلع میرٹھ۔

اس کے بعد مولوی صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ نکاح کو فسخ کرنے کی کیا دلیل ہے اسکے جواب میں مولویصاحب تحریر فرماتے ہیں بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ زوجہ کو نان نفقہ کی تکلیف میں اور مخالفت و نفرت طبع یا اندیشہ ضرر شدید میں اپنے نکاح کو فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا یعنے اور مت روک رکھو انکو ستانے کے واسطے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا ضرر ولا ضرار یعنی نہ کوئی کسی کو ستا دے نہ ستایا جاوے۔ روضہ ندیہ صفحہ ۲۱۲ اور فرمایا رسول اللہ نے یعنی جس شخص نے کوئی کام ہماری شریعت کے خلاف کیا وہ کام رد ہے یعنی باطل و نامقبول ہے (ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹) پس جب قرآن و حدیث نے صراحتاً اس بات کو منع کر دیا کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ستانے کیواسطے روک رکھے تو شریعت کی رو سے اسکو روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں رہا۔ اور جب وہ اپنی بے وقوفی کے سبب یا شرارت کے سبب عورت کو طلاق نہ دے تو اس صورت میں اگر یوں فتویٰ دیا جاوے کہ مرد کے طلاق دئیے بدون زوجہ علیحدہ نہیں ہو سکتی تو یہ مطلب ہوا کہ شریعت کا حکم لوگوں کے تابع ہے وہ چاہیں تو جاری ہوگا۔ اور نہ چاہیں تو جاری نہ ہوگا۔ حالانکہ حدیث ابو داؤد کی جو اوپر لکھ چکا ہوں۔ اس میں صاف مذکور ہے کہ شریعت کے خلاف کوئی عملدرآمد صحیح نہیں اور مقبول نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ۔ یعنی منصب نہیں ہے کسی ایمان والے مرد کا یا عورت کا کہ جب کسی کام میں اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول کوئی فیصلہ کر دیں پھر انکو اپنی مرضی کا اختیار باقی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس کو طلاق مانگنے پر اُن کے خاوند سے فوراً طلاق دلا دی تو اب کسی حاکم کو یا مفتی کو ایسا حکم یا فتوے دینا جائز نہیں کہ خاوند طلاق دینا نہ چاہے تو عورت کو مجبوراً اسکی قید میں رہنا پڑیگا بلکہ یہی فتویٰ اور حکم دینا لازم ہے کہ اگر خاوند نہیں مانتا تو عورت نکاح کو فسخ کرے چنانچہ نفقہ نہ دینے والے کے بارے میں رسول اللہ نے فرما دیا کہ انمیں جدائی کرا دیجاوے۔ روضہ ندیہ صفحہ ۲۱۲ اور جدائی یا طلاق سے ہو سکتی ہے یا فسخ سے اور فسخ یہ ہے کہ عورت اپنا نکاح فسخ کر دے یعنی توڑ دے۔ اور نوٹس یا اطلاع لینے کو میں نے اسواسطے لکھا تھا کہ بدنیتی کا الزام یا ناجائز کارروائی کا الزام شرعاً یا قانوناً عورت پر یا دوسرے نکاح کرنیوالے پر قائم نہ ہو۔

حررہ العاجز حمید اللہ عفی عنہ ساکن سراوا ضلع میرٹھ

اب جملہ ناظرین اہلحدیث خصوصاً اصحاب قانون دانان و عہدہ داران کیخدمت میں نہایت عاجزی سے عرض ہے کہ اگر مولویصاحب کے فتویٰ کے موافق عورت اپنا نکاح فسخ کرکے اپنے خاوند کو نوٹس دیکر بعد ۳ ماہ کے نکاح کرے تو قانوناً مدت ہے یا نہیں کیونکہ قانون کا بچاؤ بھی مقدم ہے اگر شرعی فیصلہ کے مطابق قانونی فیصلہ بھی ہو تو بہت بہتر ہے۔ امید ہے کہ ہماری گورنمنٹ کا بھی ایسا ہی فیصلہ ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی کسی پر زبردستی نہیں چاہتی اور کسی کے مذہب میں دخل نہیں دیتی۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مذہبی فیصلہ سرکار میں منظور ہو سکتا ہے۔ اگرچہ مولویصاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ نوٹس دینے سے قانون کا بچاؤ ہو جاتا ہے کیونکہ مولویصاحب پہلے فتوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بموجب قاعدہ قانون بادشاہ وقت اسکو نوٹس دو اور دوسرے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں نوٹس یا اطلاع دینے کو میں نے اسواسطے لکھا تھا کہ بدنیتی کا الزام یا ناجائز کارروائی کا الزام شرعاً یا قانوناً عورت پر یا دوسرے نکاح کرنیوالے پر قائم نہ ہو۔ تاہم مجھ کو شبہ رہا کہ شاید اگر مولویصاحب کے لکھنے کے موافق ہی قانون کا بھی منشا ہے یعنی اس میں کچھ شبہ نہیں تو بہت بہتر ہے مگر حوالہ منضود ہو کہ کس جگہ یہ لکھا ہے شاید خدانخواستہ کسی نے آکر دعویٰ کیا تو کام آوے اور دقت نہ ہو۔ اگرچہ آپکو قانون کی تلاش میں دقت ہوگی مگر ثواب سے خالی نہیں۔ آپ سب صاحبوں کی خدمت میں یہ معاملہ اسوجہ پیش کیا گیا ہے کہ کس قسم کی کارروائی کیجاوے کہ جس میں ظالم اور سنگدل خاوند کے پنجہ سے عورت مسکینہ کا چھٹکارا ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس طرف ضروری متوجہ ہونگے۔ اور مع جب قانون مع حوالہ بذریعہ اہلحدیث جلد ہی مشرف فرماویںگے۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کو شرعی فیصلہ جو سب سے بڑھ کر ہے وہ منظور نہیں۔ اسوجہ آپ صاحبوں کو

تحفہ آریہ سماج یعنی آریہ سماج کی پول مصنفہ با ہمت پرفیسر عبدالعزیز جیسیں بابو صاحب موصوف نے سوامی جی کی غلطیاں نمایاں کرکے دکھائی ہیں۔ بہت بڑی ضخیم کتاب ہے
قیمت حصہ اول ۱۲ آنہ
حصہ دوم ۱۲ آنہ
ملنے کا پتہ منیجر اہلحدیث امرتسر سے ملیگی

ahmadimuslim.de

تکلیف دی گئی کیونکہ میں قانون سے واقف نہیں ورنہ تکلیف دینے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ امر مجبوری سمجھ معاف فرمائیں۔

دیگر عرض یہ ہے کہ کوئی مسلمان کسی جھگڑے کو مذہبی طور پر اپنے عالم سے فیصلہ کرائے اور اس فیصلہ پر عمل کیا جائے تو ان امور کے فیصلہ کو سرکار منظور کریگی یا نہیں اور ایسے بارہ میں کیا قانون ہے۔

اڈیٹر۔ کئی دفعہ اہلحدیث میں لکھا گیا کہ ڈسٹرکٹ جج کے ہاں درخواست بھیکر نکاح فسخ ہو سکتا ہے تاہم مزید اطمینان کیلئے کسی قانون دان صاحب سے عموماً و جناب خانبہادر شیخ خدا بخش صاحب اکسٹرا پنشنر ڈسٹرکٹ جج اور جناب شیخ رکن الدین صاحب ڈسٹرکٹ جج کانگڑہ سے بالخصوص درخواست ہے کہ توجہ فرما کر اس بارے میں اطلاع بخشیں۔

تقریظات (ریویو)

حل نکات بیدل۔ حضرت بیدل کی نازک خیالیاں کسی سے مخفی نہیں۔ مگر ہر ایک کا ان نکات تک پہونچنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال تھا۔ اسلئے ایک ایسے ہی لائق استاد نے انکی شرح کی جو درحقیقت اسی قابل تھا۔ یعنی ہمارے مکرم معزز دوست جناب مولوی احمد حسن صاحب شوکت اڈیٹر شحنۂ ہند میرٹھ نے نکات بیدل کو حل فرمایا۔ جو حقیقت میں حل نہیں کیا۔ بلکہ ان میں جان ڈالدی ہے۔ شوکت صاحب کی شاعرانہ لیاقت ہی اس کتاب کی خوبی کی کافی ضمانت ہے۔ قیمت لکھی نہیں غالباً ایک روپیہ ہوگی

پتہ۔ شوکت المطابع میرٹھ

السیف المسلول علی اعداء اہل بیت الرسول — اس کتاب میں مصنف نے شیعوں کے کئی ایک سوالات کے جوابات دیئے ہیں خلافت کے مسئلہ پر بھی کسی قدر بحث کی ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ قیمت ۴ر

پتہ۔ حاجی حفیظ الدین احمد سوداگر بنارس محلہ سرائے میران

تصدیق شہادت — حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اثبات اور مرزا حیرت دہلوی کی ابطال میں یہ کتاب لکھی گئی ہے کتاب کے صفحات ۱۰۲ ہیں ۲ر کا ٹکٹ محصول بھیجنے پر منشی عبد الصمد خانصاحب کارندہ مقام موضع کلاں ضلع میرٹھ سے مفت مل سکتی ہے۔

طرز المسعود فی بحث المولود — اس مختصر سے رسالے میں مولود کے عدم جواز پر بڑی خوبی سے بحث کی گئی ہے اور نہایت وضاحت کے ساتھ اپنا مدعا بغیر کسی اینچ پینچ کے ثابت کیا گیا ہے۔ لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے۔ قیمت مرقوم نہیں غالباً ۔ر محصول بھیجنے پر مفت ملتا ہے۔ پتہ۔ ڈاکٹر عبد الرزاق خانصاحب صوبہ دار سینیر ہاسپٹل اسسٹنٹ پلٹن گورکھا مقام ایبٹ آباد

خطبات — یہ خطبے سید عبد الحق صاحب بغدادی حال مقیم بمبئی نے عربی میں تصنیف کئے ہیں۔ عربی زبان نہایت صاف ہے احکام دینی اور اخلاق سے پر ہیں مگر جبتک دیسی زبان میں ترجمہ نہوگا۔ کچھ فائدہ نہیں۔ اور اگر بغور دیکھیں تو جو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کہ خطبے میں قرآن پڑھکر وعظ فرماتے تھے اور بس تو ایسے خطبوں کی کتابوں کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ مگر چونکہ زمانہ رواں میں ہمارے اماماں مساجد بھی خیریت سے قرآن شریف سے ناواقف ہوتے ہیں اسلئے علما کو ایسے خطبوں کی ضرورت محسوس ہوگی قیمت ۱ر

پتہ۔ سید عبد الحق بمبئی مسجد مناسعل عالی۔

دہلوی سائل کا جواب

۵ مئی کے اہلحدیث میں جو جلسہ فرقہ اسلام سے ایک سوال چھپا ہے کہ تین مرقومہ آیات میں اختلاف کا شک ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا نے قرآن میں اختلاف کی نفی کی ہے؟ تو اس کا ایک جواب گمنام ناظر پرچہ کی طرف سے یہ ہے کہ پہلی دونوں آیتوں میں سے ایک میں خدا نے اپنے اور اپنے رسولوں کے غلبہ کا۔ اور دوسری میں رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ رسل کے لفظ کے سبب اختلاف کا شبہ ہوتا ہے۔ مگر رسولوں سے یہاں مقصود ہیں اہل صحیفہ و اہل کتاب و اولوالعزم پیغمبران جو مشرکین کی جانب شریعت لیکر بھیجے گئے تھے جیسے حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ان سب پیغمبروں کی اگر ایسی نصرت نکیجاتی تو شریعت خداوندی جاری ہی نہ ہو سکتی۔ سوا ان کے جتنے انبیاء کہ شہید کئے گئے (انکی طرف تیسری آیت میں اشارہ ہے) وہ سب اگلے پیغمبروں کی تائید میں بھیجے گئے تھے کوئی نئی شریعت نہ لائے تھے۔ اور بنی اسرائیل جو خود موسوی شریعت کے پیرو تھے۔ مگر جادۂ اعتدال سے ہٹ گئے تھے ان کی اصلاح و ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور ان کے قاتلین بھی بنی اسرائیل ہی تھے نہ مشرکین کفار۔ پس تیسری آیت میں بنی اسرائیل نافرمانوں کا بیان احوال ہے اور پہلی آیتوں میں بمقابلہ مشرکین کے پیغمبروں کی مدد و نصرت کا بیان ہے لہذا ان تینوں آیتوں میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ کما بین واللہ اعلم (ایک ناظر از پھلواری)

فتاوی

سوال نمبر ۲۰۹ - خدا تعالیٰ عزوجل قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ جسطرح تم منہ کرو اسی طرف ہی اللہ ہے۔ اس آیت سے ہمیں معلوم ہوا۔ کہ جسطرف ہم چاہیں خدائے وحدہٗ لاشریک کو سجدہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر ہمیں کیوں مجبور کیا جاتا ہے۔ کہ ہم کعبۃ اللہ زادہ اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف چہرہ کو پھیریں امید واثق ہے۔ کہ آپ بہت ہی وضاحت سے بدلائل میرے شک کو دور کرینگے۔

(خواجہ محمد عبدالحی فیض از گورداسپور)

جواب نمبر ۲۰۹ - کعبۃ اللہ کیطرف منہ کرنیکا حکم بھی صریح آیت میں ہے وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ یعنے جہاں کہیں تم ہو نماز کیوقت کعبہ شریف کی طرف منہ کیا کرو۔ یہ آیت توصریح اس امر کیلئے ہے۔ کہ کعبہ شریف کیطرف رخ کرنا چاہیئے رہی وہ آیت جو سائل نے نقل کی ہے۔ اسکے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ نماز کے علاوہ دعا وغیرہ کیوقت جدہر کو تم منہ کروگے خدا کی توجہ پاؤگے یعنی خارج از نماز جو عبادت کرو۔ جدہر کو رخ کرو برابر ہے۔ دوئم یہ کہ جب کعبہ شریف کی سمت معلوم نہو تو جدہر کو رخ ہو۔ جائز ہے۔ پس دو نو آیتوں کا مطلب بجائے خود صحیح ہے۔ کوئی تناقض نہیں

سوال نمبر ۲۱۰ - ایک شخص دوکان شراب کی کرتا ہے۔ اور اس میں دوکان پان کی وہ ہی شخص خاص فروخت کرتا ہے۔ تو ایسی حالت میں اسکے ہاں سے پان خرید کر کھانا جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۲۱۱ - زید کو عرصہ آٹھ برس کا ہوا کہ اپنے مکان کو نہیں گیا اور خط و کتابت و خرچ اپنی زوجہ کو حسب خواہش دیتا رہتا ہے۔ اور بعد آٹھ سال کے زید اپنے مکان کو جاوے تو ایسی حالت میں زید کا دوسرا نکاح ہونا چاہیئے یا وہی سابق کا نکاح

(محمد حسین خان ٹھیکیدار جتاری ضلع علیگڈھ)

جواب نمبر ۲۱۰ - شراب حرام ہے۔ پان حلال ہے شراب نہ پیا کیجئے تو کوئی حرج نہیں۔

جواب نمبر ۲۱۱ - پہلا نکاح قایم ہے اسلئے دوسرے نکاح کی حاجت نہیں۔

سوال نمبر ۲۱۲ - جمعہ کے بعد کی رکعت سنت پڑھنی چاہئے۔

سوال نمبر ۲۱۳ - اپنے امام کو لقمہ دینا یعنے بھولا ہوا بتلانا چاہیئے یا نہیں نماز فریضہ میں۔

سوال نمبر ۲۱۴ - اذان ہو کر تکبیر ہوئی اور جماعت ہو چکی پھر دو چار نمازی جمع ہوئے اور جماعت کرنا چاہتے ہیں۔ تو پھر تکبیر کہی جاویگی یا نہیں۔ (خریدار نمبر ۸۵)

جواب نمبر ۲۱۲ - حدیث شریف میں آیا ہے۔ من کان مصلیا بعد الجمعۃ فلیصل اربعا یعنے جمعہ کے بعد جو سنتیں پڑھنا چاہے وہ چار پڑھے۔ دو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ پس چار افضل ہیں اور دو جائز

جواب نمبر ۲۱۳ - جائز ہے۔

جواب نمبر ۲۱۴ - کہہ لیں کوئی حرج نہیں۔

سوال نمبر ۲۱۵ - ایک شخص ایک عورت کیساتھ زنا کرتا رہا ہے وہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۲۱۶ - ایک شخص ایک عورت کیساتھ زنا کرتا رہا ہے اب وہ عورت حاملہ ہے۔ کیا وہ عورت حالت حمل میں اس شخص کے ساتھ یا کسی اور شخص کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۲۱۷ - ایک لڑکی کے والد نے اپنے داماد سے قبل نکاح اپنی دختر کے ایک سو روپیہ نقد لیلیا نکاح کیوقت بھی مبلغ ایکسو روپیہ مہر مقرر ہوا بعد چند یوم کے لڑکی نے اپنے شوہر سے مہر طلب کیا۔ مرد نے کہا کہ تمہارے باپ نے مجھ سے لیلیا ہوا ہے۔ تو اپنے والد سے طلب کر اب اس عورت کا مہر باپ کے ذمہ ہے یا خاوند کے ذمہ ہے۔ (دالہ زنا از جھنگ)

جواب نمبر ۲۱۵ - حنفیہ کے نزدیک منع ہے۔ شافعیہ اور اہلحدیث کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ زنا سے کوئی رشتہ قایم نہیں ہوتا۔ بس وہ لڑکی مرد مذکور سے اجنبی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لڑکی شخص مذکور کی کسیطرح وارث نہیں۔

جواب نمبر ۲۱۶ - حدیث شریف میں اتنا آیا ہے۔ کہ غیر کی کھیتی کو پانی نہ دیا کرو۔ یعنی کسی حاملہ عورت سے نکاح مت کیا کرو اس سے دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا۔ تو منع ثابت ہوتا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ صاحب کا قول بھی یہی ہے قرآن شریف کی آیت بھی یہی کہتی ہے۔ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ۔ یعنے جبتک حمل وضع نہو نکاح جائز نہیں ہاں اسی زانی کی ساتھ بعض لوگوں کے خیال میں کرنا جائز ہے۔ مگر صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جائز نہیں کیونکہ شریعت مطہرہ نے اپنے حکم میں اس حمل کو نسب کے ثبوت کیلئے اسکا قرار نہیں دیا۔ لہٰذا وہ اسکے حق میں بھی وہی حکم رکھتی ہے۔ جو دوسرے کے حق میں ہے۔

جواب نمبر ۲۱۷ - نکاح کیوقت اگر تصریح ہو چکی ہے۔ کہ سو روپیہ جو قبل از

ahmadimuslim.de

نکاح ہو گیا ہے وہی مہر ہے۔ تو وہی سمجھا جائیگا۔ نہیں تو مہر اگر جھگڑا جو خاوند کے ذمہ ہوگا۔ سو وہ عورت اوس سے لے سکیگی۔ تشریح ہو چکی ہے تو خاوند [illegible] ہے باپ نے دینی ولایت سے وصول کیا ہے۔ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وصول کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۲۱۸۔ زید کا بھانجا عمر نابالغ ہے۔ اور بجز زید کے اور کوئی اوسکا قریبی نہیں اور عمر کا مال تقریباً تین صد کے ہے حال مال مذکورہ لوگوں کی حفاظت میں ہے لوگ زید کو مجبور کرتے ہیں کہ اس مال کو اپنی حفاظت میں رکھو۔ زید غریب ہے اسلئے اوسکو اپنی خانگی اخراجات میں خرچ کر لینے کا خوف ہے۔ سو مال اپنی حفاظت میں نہیں لیتا۔ اور اگر وہ مال زید بھی نہ رکھے تو اوسکے ضائع ہو جانیکا خوف عظیم ہے۔ اور [illegible] ممکن نہیں ہے۔ اور اگر زید اوسکو یعنی مال کو اپنی حفاظت میں لے تو اوس سے کوئی کسی طرح کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کس طرح کیا جاوے۔ جس طرح کہ مال یتیم کا ضائع نہ ہو۔ جواب بذریعہ اہلحدیث دیکر مشکور فرماویں۔ بینوا توجروا۔

والراقم [illegible] خاں طبیب ساکن موضع [illegible]

ج نمبر ۲۱۸۔ یتیموں کا مال سرکاری خزانہ میں امانت رہ سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ جج کے ہاں درخواست دیکر رکھوا دو۔ یا ڈاکخانہ کے بنک میں جمع کرا دو۔ اگر [illegible] امین ہے۔ تو اوسیکے پاس رہے۔ اور وہ اوس روپیہ کو تجارت میں لگاکر نفع میں سے اپنی محنت حصہ لے سکتا ہے خدا فرماتا ہے۔ ومن کان فقیرا فلیاکل بالمعروف یعنے یتیم کا متولی اور امین اگر غریب ہے۔ تو دستور کے مطابق لے لیا کرے۔

س نمبر ۲۱۹۔ زید کا نکاح ہندہ سے ہوا۔ اور زید اپنی زوجہ کو اپنے مکان کو لیگیا۔ اور چند روز ہندہ کے والد نے اپنے مکان کو زید کے گھر سے رضامندی سے لیایا۔ اب ہندہ کا والد اپنی لڑکی کو نہیں روانہ کرتا لوگوں کے سمجھانے سے راضی ہوا اس شرط پر کہ ایک اقرار نامہ زید تحریر کر دے تو روانہ کرتا ہوں اقرار نامہ یہ ہے کہ زید اپنے والدین سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ بلکہ بات تک نہ کرے جب روانہ کرتا ہوں۔ یہ اقرار نامہ شرعاً جائز ہے قرآن و حدیث سے اطلاع فرمائے خدا اجر دیگا۔

(خریدار اہلحدیث نمبر [illegible])

ج نمبر ۲۱۹۔ یہ جائز نہیں حدیث شریف میں آیا ہے الا شرطا احل حراما او حرم حلالا یعنے جو شرط ایسی ہو کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرے وہ جائز نہیں اگر ایسا اقرار نامہ لکھا جاوے تو اوسکا پورا کرنا لازم نہیں ماں باپ کی اطاعت فرض ہے۔ ایسی کہ اگر وہ کہیں کہ بیوی کو چھوڑ دے تو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔ پھر یہ اقرار نامہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

س نمبر ۲۲۰۔ عرصہ تقریباً ایک سال کا گذرا کہ اس جانب سے دریافت کیا تھا کہ جس عورت کا خاوند طلاق نہ دیتا ہو اور طرح طرح کی ایذائیں اپنی عورت کو دے اسوجہ عورت والدین کے گھر آجاوے اور خاوند کیطرف سے نان نفقہ بھی نہ ملا ہو۔ اس صورت میں عورت کیا کرے۔ تمام عمر یوں ہی بیٹھی رہے یا اوس کے نکاح سے باہر ہو سکتی ہے۔

جواب میں آپنے تحریر فرمایا تھا۔ کہ اپنے شہر کے مفتی سے اجازت لیکر بمشورہ قانون داناں نکاح ثانی کر سکتی ہے۔ اب عرض یہ ہے۔ کہ اگر شہر میں کوئی مفتی نہو۔ تو دوسرے شہر کے مفتی سے فتوےٰ لے سکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شہر کے مفتی کے فتوے پر عمل ہو سکتا ہے یا نہیں جواب ازراہ نوازش اہلحدیث میں درج فرما دیں۔

(خریدار اہل حدیث نمبر ۸[illegible])

ج نمبر ۲۲۰۔ ہاں دوسرے شہر کے مفتی سے بھی اجازت لیکر کر سکتی ہے مگر بہتر یہ ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ جج سے درخواست کرکے فسخ نکاح کی اجازت لیکر نکاح ثانی کرے۔

س نمبر ۲۲۱۔ جب کوئی مومن قرآن شریف پڑھتا ہو اور اوس میں کوئی سجدہ آجاوے اور اسوقت پڑھنے والا بے وضو ہو تو وہ سجدہ وضو کرکے کر دیوے یا بے وضو کر دے اور اگر وہ بے وضو کر دے تو اسکو کوئی گناہ ہے یا نہیں

(ایک سائل از پٹیالہ سٹیٹ)

ج نمبر ۲۲۱۔ قرآن شریف میں جو سجدے آئے ہیں حدیث کے مطابق اونکا کرنا مستحب ہے۔ فرض واجب نہیں اگر قرآن پڑھتے وقت وضو ہو تو بہتر وضو کرکے سجدہ کرے ورنہ بے وضو بھی کرے تو جائز ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ انما امرت بالوضوء [illegible] الصلوٰۃ یعنے وضو کا حکم صرف نماز کیلئے ہے۔

س نمبر ۲۲۲۔ اگر کوئی شخص ہمیشہ ٹخنہ چھپا کر پاجامہ پہنا کرے صرف نماز کیوقت کھول لیوے تو وہ کس درجہ کا گنہگار ہے۔ (عبد الرحمن و فضل الرحمان پٹنہ)

ج نمبر ۲۲۲۔ ٹخنوں کو پاجامہ یا تہبند سے ڈھانپنے سے منع آیا ہے گو تکبر کا ارادہ نہ ہو تو بھی ایسا نہ چاہیے حضرت ابوبکر صدیق کو ایکدفعہ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے ڈھیلا تہ بند باندھے ہوئے دیکھا تو منع فرمایا گو تیرا ارادہ تکبر کا نہیں تاہم اونچا کیا کر اسلئے باوجود اطلاع ہونے کے ایسا کرنیوالا گنہگار ہے۔

ahmadimuslim.de

انتخاب الاخبار

اجمیر میں گذشتہ ہفتہ بکثرت بارش ہونے سے نہائیت فائدہ ہوا۔ خشکسالی کی وجہ سے ضلع اجمیر میں کنوؤں میں پینے کا پانی بھی بہت کم رہ گیا تھا۔ اور مویشیوں کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ یہ سب تکلیفیں بارش ہونے سے رفع ہوگئیں۔

افواہ ہے کہ امیر صاحب کابل سے ایک اخبار عنقریب جاری کرنیوالے ہیں۔

امرتسر میں ۱۹ جون کو خوب بارش ہوئی۔

ڈسٹرکٹ جج باریسال نے بابو سریندرا ناتھ بنرجی پر توہین عدالت کے جرم میں دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا بحال رکھی۔ اور انکا اپیل نامنظور کیا۔ بابو مذکور نے ہائیکورٹ کلکتہ میں ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کے خلاف اپیل مزید دائر کیا۔

الہ آباد میں گذشتہ ہفتہ آندھی کا سخت طوفان آیا۔ سینکڑوں درخت جڑ سے اکھڑ کر ٹوٹ گئے آندھی کے بعد ۳ منٹ میں ڈیڑھ انچ بارش ہوئی۔

آگرہ میں گذشتہ ہفتہ کی صبح کو سرخ گھٹا آئی اور پہر یکایک تمام بادل اسقدر تاریک اور سیاہ ہوگئے کہ گویا بالکل رات ہوگئی چنانچہ لیمپ اور چراغ روشن کئے گئے کچھ عرصہ کے بعد تاریکی جاتی رہی زرد رنگت کے بادل رہ گئے پھر ہوا سے سب بادل اڑ گئے خفیف ترشح بھی ہوا۔

خدیو مصر ۹ ماہ حال کو قسطنطنیہ میں پہنچے اور سلطان المعظم سے ملکر اور انکو ساتھ کھانا کھا کر اپنے محل واقع باسفرس میں مقیم ہوگئے۔

ٹمپرنس ایسوسی ایشن ۔ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن لنڈن کا جلسہ بصدارت مسٹر سیموئیل آسمتھ ۲۳ مئی کو ہوا تھا۔ رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ۱۹۰۲ء میں ہندوستان کے اندر شراب کی دکانوں کی تعداد (۱۱۸۳۷۲) تھی جو ۱۹۰۵ء میں (۱۲۰۸۷۵) تک پہنچ گئی۔ سالہائے مذکورہ کے مابین محصول آبکاری بجائے (۴۷۳۱۰۰) پونڈ کے (۵۲۹۱۰۰۰) پونڈ ہوگیا۔ گورنمنٹ ہند نے اس کے متعلق تحقیقات کرنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس ایسوسی ایشن کی ہندوستان میں (۳۰۰) شاخیں ہیں ایسوسی ایشن کو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند شراب خواری کا سدباب کرنے میں حتے الامکان کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی ہندوستان میں ایسوسی ایشن کا کام صرف (۴۰۰) پونڈ سے چلتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ جو مرزا صاحب قادیانی کے بیس سال مرید رہے۔ اور بڑے فنافی المرزا تھے۔ ۱۹ جون کو امرتسر میں رونق افروز ہوئے انجمن نصرت السنہ کے زیر اہتمام آپکا لیکچر ہوا بمضمون لیکچر تھا ہیں نے مرزا کو کیوں چھوڑا۔ آپ نے بڑی وضاحت سے مرزا صاحب کی قلعی کھولی۔ ثابت کیا۔ کہ مرزا صاحب جھوٹ۔ دغا۔ فریب۔ خلاف عہد کر چلتے ہیں۔ اہالی امرتسر کی درخواست پر چند روز کے بعد پھر آنے کا وعدہ کر گئے ہیں۔

پنڈت ہری سنگھ آریہ کو دہلی میں بدگوئی کرنے پر ایک سال تک سو روپیہ کی ضمانت اور پچاس پچاس کے مچلکے لئے گئے۔

نیلگری ریلوے اور کونور اٹالمنڈ ریلوے کو برقی طاقت سے چلانیکی تجویز پر اطلاع جس قدر خرچ ہوگا۔ اسپر گورنمنٹ آجکل غور کر رہی ہے۔

ہندوستان کی تمام ریلوے لائنوں پر یکم جنوری گذشتہ کو تمام ملازمین کی تعداد ۴ لاکھ ۵۲ ہزار ۵۸۱ آدمی کی تھی ان میں سے ۷ ہزار پانسو ۳۵ یورپین ہیں اور ۹ ہزار ایکسو ۵۷ یوریشین ہیں باقی سب دیسی ہیں۔

مدراس میں دو مہینے سے زائد سے طاعون کا کوئی کیس نہیں ہوا ۲ اگست یہ بندرگاہ اب طاعون سے پاک وصاف قرار دے دیا جائیگا۔

سرکاری ریلوے لائنوں سے ششماہی ختمہ یکم ماہ حال میں ۷ لاکھ ۲۹ ہزار دس سو ۱۱ روپے کی آمدنی ہوئی یہ آمدنی بمقابلہ گذشتہ سال کے اسی عرصہ کے بقدر ۱۵ ہزار نو سو ۹۲ روپے کم ہے۔

میڈیکل سکول لاہور کے ۱۱۶ طلبا پھر اسکول میں داخل ہوگئے ۱۴۴ طلباء کالج میں ابھی تک واپس آکر داخل نہیں ہوئے۔

سندھ میں مصری روئی کی زراعت میں بڑی کامیابی ہوئی اسلئے اس سال ۹ ہزار ایکڑ پر مصری روئی وہاں کاشت کرنیکی تجویز ہے۔

جرمنی گورنمنٹ بغداد ریلوے کے علاوہ بغداد ریلوے کی ایک شاخ ایرانی سرحد تک بنانے اور خلیج ایران میں ایک بندرگاہ خریدنے کی تدبیر میں مصروف ہے۔

نیوزی لینڈ کے وزیر اعظم مسٹر سیڈن مرگئے یہ بادشاہت کے بڑے طرفدار اور نہایت عقلمند مدبر تھے ملک معظم قیصر ہند نے لارڈ پلنکٹ گورنر نیوزی لینڈ سے مرحوم کے انتقال پر دلی افسوس اور ہمدردی کا

ahmadimuslim.de

قابل دید کتابیں

الہامی کتاب } دید اور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی مفصل بحث بحث کیا ہے۔ تمام مباحث کا فیصلہ ہے۔ قرآن مجید کے الہامی ہونیکا کامل ثبوت۔ قیمت ۱۰/

حق پرکاش } آریوں کے گرو دیانند جی نے ستیارتھ پرکاش میں قرآن شریف پر شروع سے آخیر تک اعتراضات کئے ہیں جسکا یہ مفصل اور مکمل جواب دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیمت ۱۲/

آیات متشابہات } اصول تفسیر آیات متشابہات کی تحقیق قیمت ۳/

تہذیب } ہندوؤں کے فرائض داضح طور پر بتلائے گئے ہیں قیمت ۶/ پائی

ترک اسلام } بابو عبد الغفور (دہرم پال) کے رسالہ ترک اسلام کا معقول اور مفصل جواب شروع میں نبوت محمدیہ کا ثبوت اور اخیر میں قرآن مجید کے دلائل

قیمت ۶/

ادب العرب } صرف و نحو عربی کو ایسی آسان طرز سے لکھدیا ہے۔ کہ اردو خوان بلا مدد استاد بہی مطالب سمجھ لے اور کامیاب ہو سکے نامی گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے۔ قیمت ۱/

اسلامی تاریخ } آنحضرت علیہ السلام کی زندگی کے حالات طیبہ بطرز حکایات بچوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ۱/

خصائل النبی } شمائل ترمذی کا بامحاورہ اردو ترجمہ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روزانہ حالات مبارکہ معلوم ہوں بچوں کیلئے مفید ہے

قیمت ۱/

تغلیب الاسلام } بجواب تہذیب الاسلام عبد الغفور (دہرم پال) آریہ دہرم پال

جلد اول ... قیمت ۱۵/

〃 دوم ... 〃 ۶/

〃 سوم ... 〃 ۵/

〃 چہارم ـ چہپ رہی ہے۔ ناظرین منتظر رہیں۔

المشتہر

مینجر مطبع اہلحدیث امرتسر

مفصل ذیل مال

ہمارے کارخانہ سے نہایت عمدہ و ارزاں مل سکتا ہے جسکی تعمیل فرمائش آڈر کی فوراً کی جاتی ہے اور مال فوراً بھیجا جاتا ہے

مختصر فہرست مال

لونگی سادہ [illegible] تک فی عدد	گاڑہ سادہ [illegible] ۹ گز تک فی عدد
〃 زرین [illegible] 〃 〃	〃 زرین [illegible] 〃 〃
〃 اور ہنی کی [illegible] 〃 〃	رومال ریشمی ۸/ 〃 [illegible] 〃 〃
ازاربند سوتی ۲/ 〃 [illegible] 〃	کمبل دیسی [illegible] 〃 〃
〃 ریشمی ۱۲/ 〃 [illegible] 〃	لوئی سفید [illegible] 〃 [illegible] 〃
تہان گبرون باریک و موٹا [illegible] 〃	پٹی دیسی ادنی ۱۲/ 〃 [illegible] فی جوڑہ
جوتہ ساخت لدہانہ [illegible] 〃	〃 پشمینہ [illegible] 〃 〃
〃 زرین ہوشیارپوری [illegible] 〃	جراب دوستانہ ادنی ۸/ 〃 [illegible] 〃
جراب دوستانہ سوتی [illegible] فی درجن	پٹی سرج [illegible] 〃
رومال سوتی [illegible] 〃	〃 بڑہیا [illegible] 〃
فوجی زین خاکی ۱۲/ گز [illegible]	کمبل فوجی [illegible] 〃
صافہ شربتی اودہ [illegible] 〃	چادر پشمینہ [illegible] 〃
〃 خاکی [illegible] 〃	بنیان، پاجامہ اونی [illegible] 〃
رنگین لوئی سوگز طول ۱۲/ گز عرض [illegible] تک	〃 سوتی ۶/ [illegible] تک
جوتہی دوتہی [illegible] 〃	پٹی برائے کوٹ فی تہان ۸/ 〃 [illegible] ۹ گز
دری برائے پلنگ [illegible] 〃	
〃 فرشی فرمائشی آڈر پر تیار ہو سکتی ہے	باقی فہرست منگواکر دیکہو۔

علاوہ انکے ہر قسم کا فارم وردی اسباب۔ لنگیاں کمربند بیلٹ۔ زین بٹن۔ جہالر سوتی و زرین پچ ادنی و سنہری ادنی و سنہری و ریشمی وغیرہ وغیرہ بنسبت دیگر سوداگروں کی ہمارے یہاں سے ارزاں ملیگا۔ ایک بار بطور آزمائش کے تہوڑا سا منگواکر ملاحظہ فرماویں پہر خود بخود کارخانہ کی سچائی اور مال کی عمدگی معلوم ہو جائیگی۔

نوٹ۔ سوداگران کو خاص رعایت سے مال بھیجا جاتا ہے۔ عام خریداروں کو بذریعہ وی پی یا نقد روپیہ آنے پر مال ارسال کیا جائیگا۔ اور خرچ پارسل وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

شیخ غوث محمد اینڈ کمپنی سول و ملٹری کنٹریکٹرز لودہانہ۔

حسب الارشاد مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چہپکر شائع ہوا

ahmadimuslim.de